سید یونس الحسنی

پاک و ہند روابط اور امریکی پالیسیاں

پاک و ہند تعلقات، تاریخ برصغیر کا ایسا باب ہے جس کے تمام صفحات کسی بھی گہرے، ہلکے یا دھندلے حرف ریزے سے ہنوز محروم ہیں۔ یہ ایسا گدلا تالاب ہے جس میں آڑے ترچھے، تیکھے، نوکیلے پتھروں کے سوا کچھ نہیں مگر جب تیز ہوا چلنے یا کوئی کنکر گرنے سے اس کے گندے پانی میں لہریں اٹھتی ہیں تو یہ سب سنگ ہائے قدیم وجدید اپنی کریہہ ہیئت کذائی کے ساتھ نمودار ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ہر دو ممالک کے درمیان امن و آشتی اور صلح جوئی کا دل خوش کن آئینہ انہی بھیانک پتھروں سے ٹکرا کر تنکا تنکا بکھر جاتا ہے۔ ایک مدت سے ہندوتوائی سیاست کی منافقت کے باعث اس قبیح عمل کا نامسعود سلسلہ جاری ہے۔ اب ہندی قیادت کی طرف سے مختلف تجاویز کی آمد نے پھر سے ایک حسین سپنے کی نیو اٹھانا چاہی تھی لیکن یہ بھی ایک دکھاوا نکلا۔ اس کیفیت پر مشہور مثال پوری طرح صادق آتی ہے کہ ''دودھ تو دیا مگر مینگنیں ڈال کر''۔ بارہ تجاویز پر مشتمل اس چارٹر میں فساد کی اصل جڑ ''مسئلہ کشمیر'' کا ذکر تک نہیں جو یہ حقیقت واضح کرتا ہے کہ ایک فریق اسے کوئی متنازعہ معاملہ سمجھتا ہی نہیں۔ اس لیے اسے زیر بحث لانے سے صاف انکاری ہے۔ غیر جانبدارانہ نگاہوں سے یہ پوشیدہ نہیں کہ مسٹر اٹل بہاری واجپائی وزیراعظم جمہوریہ ہند کی طرف سے تلاش امن کے لیے سعی کے پس منظر میں اٹھنے والی ان کے ناہنجار وزیر دفاع جارج فرنینڈس کی حماری صدا نے اس ڈھول کا پول بیچ چوراہے کے کھول دیا ہے کہ ان تجاویز سے ان کا حقیقی مقصد عالمی برادری میں پاکستان کو بے طرح ضدی اور ہٹ دھرم ثابت کرنے کے سوا کچھ نہ تھا۔ یہ الگ بات کہ وہ اپنے اس منصوبے میں مکمل طور پر نامراد رہا۔ سچائی تو یہ ہے کہ اسلام آباد نے امن کوششوں کی ہمیشہ صدق دل سے قدر افزائی اور حوصلہ افزائی کی ہے۔ البتہ گاؤ ماتا اور ہنومان کے پجاریوں کا رویہ آغاز ہی سے منفی رہا ہے۔ شدید عالمی دباؤ کی تاب نہ لاتے ہوئے ہندی لیڈروں نے مجبوراً تجاویز دے کر جو پیش قدمی کی ہے۔ ہماری وزارت خارجہ نے نہایت سوچ بچار کے بعد ان کا مناسب جواب بھیج دیا ہے۔ اب صرف جواب الجواب کا انتظار ہے۔ اس دوران انڈین میڈیا اپنے سرپرستوں کے ایماء پر پاکستان کے خلاف منفی پراپیگنڈہ مہم جاری رکھے ہوئے ہے۔ وہ کبھی اسے دہشت گردوں کا سرپرست کہتا ہے، کبھی اپنے اندرونی انتشار اور فسادات کو پاکستانی سازش قرار دیتا ہے۔ اور کشمیر کے ہندوستانی مقبوضہ خطے میں چلنے والی تحریک آزادی کو پاکستانی مداخلت کاری کا نتیجہ کہہ کر اسے بدنام کرتا ہے۔ ان سب نامعقول ہتھکنڈوں کے علی الرغم پاکستان نے ہر لمحہ حالات کی بہتری کے لیے مثبت رویہ اختیار کیا ہے اور کھلے دل سے پیش کش کی ہے کہ وہ ہندوستان کے ساتھ کشمیر سمیت تمام تنازعات و مسائل پر غیر مشروط مذاکرات کے لیے تیار ہے۔ پاکستانی قیادت چاہتی ہے کہ برصغیر

ہی نہیں براعظم ایشیاء میں امن وسلامتی کے لیے محض خوبصورت الفاظ سے مزین بیانات ہی کافی نہیں بلکہ اس نصب العین کے حصول کے لیے پورے خلوص کے ساتھ عملی اقدام اٹھانا ضروری ہیں۔اب جبکہ دونوں ملکوں میں خوشگوار کیفیات پیدا ہونے کے امکانات واضح ہونے کی توقع ہے تو فرنینڈس جیسے زبان درازوں کو روکنے کے لیے ان کے منہ پر چھکے چڑھانا ازبس لازم ہے۔تاکہ حالات میں دکھائی دینے والی بہتری منفی اثرات سے محفوظ رہ سکے۔صدر پرویز نے حالیہ دورۂ چین کے دوران پیکنگ یونیورسٹی کے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے بالکل صحیح اور اصولی موقف اختیار کیا ہے کہ ''پاکستان ہندوستان کے ساتھ پرامن تعلقات کا حامی ہے لیکن اس کے لیے مسئلہ کشمیر کو سائیڈ لائن نہیں کیا جاسکتا۔ہم اس کے ساتھ برابری کی بنیاد پر ڈیل کرنا چاہتے ہیں۔بلیک میل ہو کر یا دباؤ میں آ کر ہرگز نہیں۔''

پاکستان بلاشبہ اس دیرینہ متنازعہ مسئلے کے پرخلوص طریقے سے پرامن طور پر حل کا شدید متمنی ہے مگر اسے کیا کہیے کہ ہندوستان بڑا ملک اور ایٹمی طاقت ہونے کے گھمنڈ میں مبتلا ہے۔وہ مذاکرات کی ٹیبل پر آنے کی بجائے گریز پائی اور فرار کے حیلے بہانے تراشتا رہتا بلکہ بسا اوقات انتہائی غلیظ و متعفن لہجے میں دھمکیاں دینا شروع کر دیتا ہے۔وہ بھول جاتا ہے کہ فریق ثانی اس سے کہیں بہتر حالت کی نیوکلیر پاور ہے۔سرحدی قربت کے باعث کوئی سی غلطی بھی اس علاقے میں حساس ترین کیفیات کو جنم دے سکتی ہے۔لہٰذا ضروری ہے کہ ہندی نیتا علاقے کا وسیع تر مفاد مدنظر رکھتے ہوئے تذبذب، تضاد بیانی اور اندھی مخالفت کی مجہول پالیسی ترک کر کے خلوص نیت سے تمام متنازعہ امور مل بیٹھ کر طے کریں۔اقوام متحدہ کی قراردادیں اس معاملے میں فریقین کی مناسب رہنمائی کرسکتی ہیں اور ممدو معاون ثابت ہوسکتی ہیں۔ہماری وزارت خارجہ نے تو کمال ہی کر دیا۔تجاویز آئی ہی تھیں کہ ساتھ ہی امریکن وزیر خارجہ کی ٹیلی فون کال بھی موصول ہوگئی۔اس پرکار پردازوں نے فی الفور سر جوڑے اور ان کا جواب حکومت ہند کو ارسال کر دیا۔امریکہ ایک طویل عرصے سے برصغیر کے معاملات میں پوری طرح دخیل ہے۔پاک و ہند روابط اور مسائل میں اس کی پالیسیاں انتہائی پراسرار رہی ہیں۔اس لحاظ سے وہ برطانوی استعمار کا بالکل صحیح استبدادی جانشین ثابت ہوا ہے۔وہ تاج برطانیہ کے تراشیدہ نظریے ''قوموں کو آپس میں لڑاؤ اور ان پر حکومت کرو'' کا پورا متبع ہے۔اُس نے جنوبی ایشیاء کے دونوں بڑے ممالک پاکستان اور ہندوستان سے بظاہر گہرے دوستانہ مراسم رکھے ہوئے ہیں۔اسی دوستی کی آڑ میں وہ پس پردہ رہ کر دونوں ممالک میں انتہائی غیر دوستانہ سرگرمیوں میں ملوث ہوتا رہتا ہے؛ جس سے ان میں باہمی غلط فہمیاں جنم لیتی ہیں اور یہ باہم برسرپیکار ہوتے رہے۔حتیٰ کہ ۱۹۷۱ء میں سانحۂ تقسیم پاکستان بھی اسی گندم نما جوفروش کی دسیسہ کاریوں کا شاخسانہ تھا۔اب بھی یہ دونوں ملکوں کو تھپکیاں دیتا ہے۔دراصل یہ طاغوت قطعاً نہیں چاہتا کہ ان ہمسایوں میں کسی قسم کی مفاہمت ہو یا یہ اپنے اختلافی مسائل الگ تھلگ ہو کر نمٹا لیں اور باہم شیر و شکر ہو کر رہیں۔پرامن بقائے باہمی کے مسلمہ اصول کے تحت ان میں کوئی معاہدے ہو جائیں اور کل کلاں اس قدر طاقتور ہوں کہ ہر برائی کو ابھرنے سے پہلے ہی دبوچ دیں۔یہ سوچتے ہی اس مار آستین کے پاؤں تلے

انگارے لوٹنے لگتے ہیں پھر وہ سازشوں کے ایسے ایسے جال بنتا ہے کہ پناہ بخدا:

''یار انج کردے نئیں ویکھے کِدرے وی یاراں دے نال''

ویسے اس دور کی منہ زور حقیقت ہے کہ یہی دنی سیرت اور غلط پیمان امریکہ جب خلوص سے چاہے گا' مسئلہ کشمیر حل ہو جائے گا۔ لیکن وہ کبھی یہ نیک کام نہیں کرے گا کیونکہ وہ فطرت ،جبلّت اور سرشت کے اعتبار سے پاکستان کیا کسی مسلم ملک کا دوست ہو ہی نہیں سکتا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا قرآن حکیم میں ارشاد دائمی سچائی (UNIVERSAL TRUTH) ہے کہ ''اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ کو دوست مت بناؤ۔ یہ تمہارے دوست نہیں ہوسکتے ۔ البتہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ضرور ہیں۔'' اُس کی ان گنت مثالیں اس دورِ نامہرباں میں سامنے آ چکی ہیں۔ افغانستان میں اژدرِ غارت گر' عراق میں اندھا تباہ کار، چیچنیا میں روسی اودھ بلاؤں کا طرفدار بوسنیا ہرزی گووینا میں خون مسلم کی ارزانی ونسل کشی کی کارروائیوں کا عیار تماشائی اور خاموش شریک کار (SLEEPING PARTNER) نیز ارض فلسطین پر غاصب یہودیوں کا سرپرست وکھلا مددگار پاکستانی مسلمانوں کا ہمدرد وغمگسار کیونکر ہوسکتا ہے۔ قطعی ناممکن ۔ وہ چار دانگ عالم میں ویرانیوں کی فصلیں اُگاتا پھرتا ہے اور ہمارے صدر پرویز اسی کے عشق پیچاں میں سرگرداں ہیں اور یہی گیت گاتے پھرتے ہیں ''گلیاں ہوون سنجیاں وچ مرزا یار پھرے'' (یہاں مرزا سے مراد ''بش ہے)۔ اب ان تجاویز اور پاکستان کے مثبت جواب سے جس قدر برف پگھلی ہے ۔ ہم سچے پاکستانی کی حیثیت سے اس میں روز افزوں اضافے کی دعا کرتے ہیں۔ ہماری آرزو ہے کہ تنازعات کا اونٹ کسی کروٹ بیٹھ جائے تاکہ خوش کن تعلقات کی بیل منڈھے چڑھ سکے۔ ہم صدر مملکت کو یاد دلانا ضروری سمجھتے ہیں کہ اسرائیل ، بھارت ، امریکہ کی مثلث دراصل ایک آکاس بیل ہے جو بڑے بڑے تن آور درختوں کو بہار میں بھی نذرِ خزاں کردیا کرتی ہے۔ اس سے خبردار رہنے ، بچنے اور بوقت ضرورت اسے کاٹ پھینکنے کی بھرپور صلاحیت پیدا کرکے استحکام وطن کو یقینی بنانے کی ٹھوس تدابیر بھی اختیار کریں تاکہ قوم کا مستقبل محفوظ ہوجائے اور کوئی رنگا رنگ پتھر سر نہ اٹھا سکے۔

سلیم الیکٹرونکس

ڈاؤلینس ریفریجریٹر کے بااختیار ڈیلر

حسین آگاہی روڈ۔ملتان فون:061-512338